بسم اللہ الرحمن الرحیم

الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَالصَّلاَۃُ وَالسَّلاَمُ عَلٰی خَاتَمِ الأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ أَجْمَعِیْن،

وَبَعْدُ:

09-شرح العقیدۃ الواسطیۃ

العقیدۃ الواسطیۃ لشیخ الاسلام احمد بن عبد الحلیم ابن تیمیہ رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح ابن عثیمین رحمہ اللہ،اور ہم بات کر رہے تھے ارکان ایمان پر ، شیخ الاسلام نے ارکان الایمان سے اس عقیدے کا آغاز کیا ہے اور معروف حدیث سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کی حدیث میں اللہ تعالٰی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں"الإِيمَانُ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلاَئِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ"۔

اور آج کی نشست میں ہم ارکان ایمان کے چھٹے رکن پر بات کرتے ہیں، شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں "وَالْإِيمَانُ بِالْقَدَرِ، هذا الركن السادس: الإيمان بالقدر خيره وشره" (ارکان ایمان کا چھٹا رکن اچھی اور بُری تقدیر پر ایمان)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں، تقدیر یا قدر سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالٰی کی تقدیر تمام اشیاء میں (پوری کائنات میں جو اللہ تعالٰی کی تقدیر ہے اسے قدر کہتے ہیں) اور اللہ تعالٰی نے اس تقدیر کو لکھ دیا ہے (یعنی لوح محفوظ میں) آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے، جیسا کہ اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے:

﴿أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّ ذَلِكَ فِي كِتَابٍ إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝٧٠﴾(الحج:70)

﴿أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ﴾(اے میرے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کچھ آسمان میں اور زمین میں ہے) ﴿إِنَّ ذَلِكَ فِي كِتَابٍ﴾(بے شک یہ ایک کتاب میں ہے(یعنی لوح محفوظ میں ہے)) ﴿إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ﴾(بے شک اللہ تعالیٰ کے لیے آسان ہے)۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں "خَيْرِهِ وَشَرِّهِ"، اس جملے سے مراد کہ تقدیر کا وصف جو ہے (قدر کا تقدیر کا وصف) خیر سے یہ تو اس میں ظاہر ہے کہ یہ جو اللہ نے لکھا ہے اس میں خیر ہی ہے لیکن شَر سے جب وصف کیا گیا ہے تقدیر کا اس سے کیا مراد ہے؟ شیخ صاحب فرماتے ہیں اس سے مراد یہ ہے کہ شَر جو ہے تقدیر کے اعتبار سے جب ہم بات کرتے ہیں تو مقدور میں ہے قدر میں نہیں ہے۔

ایک ہے قدر ایک ہے مقدور جو مفعول ہے، جب تقدیر میں اللہ تعالیٰ کوئی چیز لکھ دیتا ہے اور اس میں کوئی شَر ہوتا ہے اُس کے لیے جس کے لیے یہ لکھی گئی ہے (کوئی بیماری ہے کوئی تکلیف ہے کوئی آزمائش ہے) اب جس کے ساتھ ہوا ہے اس کے لیے تو یہ شَر ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں کبھی شَر ہوتا نہیں ہے۔

کیا فرق ہے دونوں میں شیخ صاحب فرماتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کا فعل ہے وہ قدر ہے جو اللہ نے لکھا ہے شَر نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے جو افعال ہیں وہ خیر اور حکمت کی بنیاد پر ہیں لیکن شَر اللہ کے مفعولات اور مقدورات میں ہے۔ تو شَر جو ہے یہاں پر وہ مقدور اور مفعول کے اعتبار سے فعل کے اعتبار سے نہیں ہے

جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ"(اے اللہ تعالیٰ شر آپ کی طرف نہیں ہے)۔[جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں آیا ہے]۔

اب مثال کے طور پر (شیخ صاحب فرماتے ہیں) ہم دیکھتے ہیں کہ مخلوقات میں مقدورات میں بہت سارا شَر ہے جیسا کہ سانپ ہے بچھو ہے، درندہیں، اور بیماریاں ہیں، غربت ہے قحط سالی ہے اور اس طریقے کی جتنی بھی چیزیں ہیں یہ اللہ تعالیٰ کے مقدورات میں ہیں انسان کے اعتبار سے انسان کے لیے شَر ہیں یہ سب کیونکہ انسان کی ناپسندیدہ چیزیں ہیں، اور اسی طریقے سے جو نافرمانیاں ہیں، فجور ہے، کفر ہے، فسوق ہے، قتل وغیرہ یہ سب شَر ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف جب نسبت کی جاتی ہے تو اس میں خیر ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں کو اپنی عظیم اور کمال کی حکمت کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں کو تقدیر میں لکھا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ جس نے اس حکمت کو جان لیا اس نے جان لیا ہے اور جس نے نہیں جانا تو وہ جاہل ہمیشہ رہتا ہے اسے سمجھ نہیں آتی۔

اور تیسری بات اس اعتبار سے کہ جو ہم شَر کی بات کرتے ہیں کہ اس مقدر و میں شَر ہے تو ذاتی طور پر تو وہ شَر ہے (اب کفر ہے فسوق ہے نافرمانیاں ہیں بیماریاں ہیں یہ کیا ہیں؟ ذاتی طور پر تو شَر ہیں یہ اس میں کوئی شک نہیں ہے) لیکن اس میں دوسرے اعتبار سے خیر بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ذرا غور کریں بڑی پیاری بات ہے، شیخ صاحب فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ﴾(الروم:41)(فساد ظاہر ہوا بَر (خشکی) میں اور بحر (تری) میں)۔ کیوں ہوا؟ ﴿بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ﴾(لوگوں کے ہاتھوں کی کمائی (ہمارے اعمال ہیں))۔ کیوں ایسا ہوا؟ ﴿لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا﴾(تاکہ اللہ تعالیٰ اُن کو مزا چکھائے اُن

کے بعض اعمال کا (تمام نہیں بعض اعمال کا)) ﴿لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾ (تاکہ یہ لوگ واپس پلٹیں (توبہ کریں انابت کریں))۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں "النتيجة طيبة"۔ نتیجہ کیا ہے؟ ﴿لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾۔ نافرمانی ہوئی اللہ تعالیٰ ناراض ہوا تکلیفیں اللہ نے مقدر میں لکھی ہیں ان تکلیفوں کی وجہ سے اس بندے نے توبہ کی ہے اپنے گناہوں سے اپنے ربّ کے اور زیادہ قریب ہوا ہے۔ تو یہ جو تکلیفیں تھیں جو بیماریاں تھیں آزمائشیں تھیں خیر ہے کہ شَر ہے؟ ذاتی طور پر تو شَر ہے کیونکہ انسان ناپسند کرتا ہے انسان کو تکلیف دہ ہوتی ہیں اور تکلیف انسان کبھی برداشت نہیں کرتا ناپسند کرتا ہے لیکن دوسرے اعتبار سے جب یہ تکلیفیں پہنچی ہیں تو انسان نے اپنا محاسبہ کیا ہے کہ اپنے ربّ سے دور ہوتا جارہا ہے ان تکلیفوں کی وجہ سے اُس نے توبہ کرنی شروع کردی ہے اور ربّ کے قریب ہو گیا ہے۔ ﴿لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾ نتیجہ کیا ہے؟ نتیجہ ٹھیک ہے "النتيجة طيبة"۔

تو اس اعتبار سے شیخ صاحب فرماتے ہیں، جو شَر ہے مقدور میں بھی تو شَر ہے اضافی شَر ہے حقیقت اس میں بھی نہیں ہے۔

کفر ہے محض شَر ہے، شرک ہے شَر ہے لیکن جب انسان مشرک کو دیکھتا ہے تو کیا کرتا ہے؟ سب سے پہلے اپنی توحید کی نعمت کا شکر ادا کرتا ہے اور وہ مزید جدوجہد کرتا ہے اس توحید پر ثابت قدم رہنے کے لیے ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ (ابراہیم: 7) قاعدہ تو یہ ہے، اور پھر اُن کے لیے جدوجہد کرتا ہے جو شرک میں مبتلا ہیں تاکہ اُن تک یہ پیغام توحید کا پہنچے اور وہ بھی راہِ راست پر آجائیں توحید پر آجائیں۔

الغرض، تو شَر جو ہوتا ہے تقدیر کے اعتبار سے (۱) پہلی بات یہ ہے کہ اللہ کی تقدیر میں شَر نہیں ہے مقدور میں جو مفعول ہے اس میں شَر ہے۔ (۲) دوسری بات یہ ہے کہ یہ شَر جو ہے ایک اعتبار سے اس کے ساتھ خیر بھی جڑا ہوا ہے جو ہمیں نظر نہیں آتا۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں، چند مثالیں دیتے ہیں بڑی پیاری مثالیں ہیں: پہلی مثال یہ ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں "حد الزاني" (زناکار کی حد)۔ جب اُس پر حد قائم کی جاتی ہے کیا ہے جو غیر محصن ہے؟ جو غیر شادی شدہ ہے اگر اس سے زنا ہو جاتا ہے تو اس کی سزا کیا ہے حد کیا ہے شرعاً؟ "مئة جلدة"، سو کوڑے مارے جاتے ہیں اور ایک سال کے لیے جلاوطن بھی کیا جاتا ہے، یا شہر بدر بھی کیا جاتا ہے ایک سال کے لیے۔ اُس کے لیے شَر ہے کہ نہیں جس کو کوڑے مارے گئے جس کو جلاوطن یا شہر بدر کر دیا گیا؟ اُس کے لیے شَر ہے۔

لیکن دوسرے اعتبار سے خیر ہے کہ نہیں:

1- اُس میں کفارہ ہے۔ حدیث میں کیا آیا ہے؟ جس پر دنیا میں حد قائم کی جائے آخرت حساب نہیں ہوگا اُس کا کیونکہ دنیا میں اس کو سزا مل گئی ہے (سبحان اللہ)۔ تو اس کے گناہوں کا کفارہ ہے یہ خیر ہے۔

2- دوسری بات یہ ہے کہ دنیا کی سزا آخرت کی سزا سے چھوٹی بھی ہے بہتر بھی ہے (دنیا میں سزا مل گئی ہے آخرت میں اللہ کی جہنم (نعوذ باللہ) سب سے سخت اور سب سے بڑا عذاب ہے) اُس سے بچنے کا سبب ہے یہ بھی اس میں خیر ہے۔

3- دوبارہ گناہ کرنے کے بارے میں جب سوچے گا تو یہ کوڑے اور یہ سزا اسے نظر آئے گی تو اُس گناہ سے رُک جائے گا۔ خیر ہوا کہ نہیں؟ یہ اور خیر ہے۔

4- چوتھے اعتبار سے خیر کہ دوسرے جب دیکھیں گے کہ اس کے ساتھ یہ حشر ہوا ہے حد قائم کرنے کی وجہ سے تو اُس کی سزا کی وجہ سے وہ بھی ڈر جائیں گے وہ بھی اُس گناہ سے دور رہیں گے (سبحان اللہ)۔

تو کتنا خیر اس سے جڑا ہوا ہے!

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ)، جو کونی اور قدری اُمور ہیں اُن کے بارے میں دیکھیں جیسا کہ بیماری ہے جب انسان بیمار ہوتا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کے لیے شَر ہے (بیمار کے لیے تو بیماری شر ہی ہے نا) لیکن کیا اس شَر کے ساتھ کوئی خیر بھی ہے کہ نہیں؟ گناہوں کا کفارہ ہے کہ نہیں؟ اب ایک کانٹا چبھتا ہے اس سے بھی گناہ جھڑ جاتے ہیں۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں (ذرا غور سے سنیں) کہ انسان کے کچھ ایسے گناہ ہوتے ہیں جو توبہ استغفار سے ختم نہیں ہوتے جن کا کفارہ توبہ استغفار سے نہیں ہوتا "لوجود مانع" (کیونکہ کوئی کوئی مانع موجود ہے)۔ تو توبہ استغفار سے اس کے گناہ ختم نہیں ہوتے جیسا کہ مثال کے طور پر اس کی نیت میں کھوٹ ہے، نیت کوئی کمزوری ہے اخلاص میں کوئی کمزوری ہے توبہ تو کرتا ہے لیکن توبہ کا حق ادا نہیں ہوتا، استغفار کرتا ہے اس کا حق ادا نہیں ہوتا، تو پھر اللہ تعالیٰ اس شخص کو بیماری میں مبتلا کر دیتا ہے، یا کسی سزا میں مبتلا کر دیتا ہے جس کی وجہ سے اس کے گناہ جھڑ جاتے ہیں (سبحان اللہ)۔

اخلاص کا معاملہ میں نے پہلے بھی بتایا ہے سب سے مشکل ترین معاملہ ہوتا ہے یہاں تک کہ سلف بھی یعنی امام سفیان الثوری رحمہ اللہ (میں نے کئی مرتبہ یہ کوٹ (Quote) کیا ہے) فرماتے ہیں "اخلاص کا معاملہ جو ہے وہ سب سے مشکل ترین معاملہ ہے کہ دل کو سیدھا رکھو مخلص ہمیشہ ہو اور اس کا معالجہ کرتے رہیں"۔

دیکھیں دل کو قلب کیوں کہتے ہیں؟ "قلب" پلٹتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا دعا فرماتے ہیں؟ "اللَّهُمَّ يا مُقَلِّبَ القُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ"۔ سید الخلق افضل البشر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا فرماتے ہیں ہمارا کیا حال ہے؟! (سبحان اللہ)۔

تو تکلیفوں سے بیماریوں سے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ بڑی پیاری بات فرماتے ہیں، فرماتے ہیں: کیونکہ لازمی نہیں کہ بندے کے توبہ استغفار میں کمزوری ہو تب یعنی اس کا کفارہ ہو، بعض اوقات انسان توبہ میں بھی سچا ہوتا ہے تب وہ کیوں بیمار ہوتا ہے مخلص بھی ہوتا ہے؟

دیکھیں انسان بشر ہے کمی بیشی ہو جاتی ہے یہ نہیں کہہ رہے کہ وہ فرشتہ ہے، نہیں! کمی بیشی اپنی جگہ پر ہوتی رہتی ہے۔ جس کے اخلاص میں کھوٹ ہے نیت میں کھوٹ ہے ان بیماریوں نے تکلیفوں نے اس کے کھوٹ کو درست کر دیا وہ اپنی جگہ پر ہے خیر ہے کہ نہیں؟ خیر ہے۔

جس کا اخلاص بھی درست ہے اور استقامت پر بھی ہے الحمد للہ وہ بھی بیمار ہوتا ہے اس کو بھی تکلیفیں ہوتی ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ بڑی پیاری بات فرماتے ہیں، فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ بعض بندوں کے لیے جنت میں خاص جگہ مقرر کر دیتا ہے وہ اپنے اعمال سے وہاں تک پہنچ نہیں سکتا تو اللہ تعالیٰ اسے آزماتا ہے تاکہ وہ بلند جگہ پالے، وہ بلند درجہ جو ہے جنت میں وہ پالے وہ حاصل کرلے (اللہ اکبر)۔

تقدیر میں تقدیر پر ہمارا ایمان ہے، ہم یہ تو کہتے ہیں اچھی تقدیر (اچھی تو اچھی ہے الحمد للہ) بُری تقدیر کے معاملے میں کئی لوگ پھسل جاتے ہیں کئی لوگ جو ہیں تذبذب کا شکار ہیں پریشان ہیں بھئی یہ کیسے ممکن ہے؟!

معتزلہ دیکھیں یعنی اپنی طرف سے جینئس (Genius) لوگ سمجھے جاتے تھے بڑے دانشور سمجھے جاتے تھے کہاں سے ٹھوکر کھائی؟ یہیں سے ٹھوکر کھائی کہ کفر موجود ہے اللہ نے نہیں چاہا کہ کفر موجود ہے، اللہ نے نہیں چاہا کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو، چور چوری کرتا ہے اپنی مرضی سے اللہ نے نہیں چاہا کہ چور چوری کرے، کافر کفر کرتا ہے اپنی مرضی سے اس میں اللہ کی چاہت شامل نہیں ہے۔

بھئی تم کہہ کیا رہے ہو؟! اللہ نے چاہا ہے کہ کفر نہ ہو کافر نے چاہا ہے کہ کفر ہو کس کی چلی؟ کافر کی چلی اللہ کی نہ چلی! یہاں سے ٹھوکر کھا گئے مشیئت میں ۔﴿وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ﴾ (التکویر:29)۔اللہ کی مشیئت ہے اور غالب ہے اور جو انسان کی مخلوق کی مشیئت تو اللہ کے ماتحت ہے مشیئت کے۔

آگے بات آئے گی تفصیل سے ان شاءاللہ اب دیکھیں جتنی ہم باتیں کر رہے ہیں ابھی تک یہ صرف حدیث کا مختصر تعارف ہے۔ کون سی حدیث؟ ارکان ایمان کی حدیث۔ آگے اس حدیث میں جتنے بھی ارکان بیان کئے گئے ہیں تفصیل سے اس کا ذکر آنے والا ہے ابھی تو صرف ایک جھلک جسے کہتے ہیں آگے ان شاءللہ مکمل تفصیل آئے لیکن آپ یہ دیکھیں کہ تقدیر کے تعلق سے ان لوگوں نے کہاں سے ٹھوکر کھائی ہے؟ کہ جو مراتب التقدیر، مراتب القدر ہیں اس میں ٹھوکر کھائی ہے اور جس نے تقدیر کے معاملے کو ان چار مرتبوں کے ساتھ سمجھ لیا ہے وہ کبھی ٹھوکر نہیں کھائے گا (ان شاءاللہ) اللہ کے حکم سے۔

یعنی اللہ کا علم سب سے پہلے ہے، پھر کتابت ہے لکھ دیا گیا ہے، پھر اللہ کی مشیئت ہے، اور پھر خلق ہے۔ اللہ نے جان لیا ہے کہ ابو جہل نے اسلام قبول نہیں کرنا قرآن بھی نازل ہوگا، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افصح الناس ہیں ان کے زمانے میں افصح الخلق ہیں اور سب سے بہترین صادق الامین ہیں اللہ کا پیغام پہنچائیں گے وہ مانے گا ہی نہیں اللہ کے علم میں ہے اُزلی علم میں ہے، اللہ نے لکھ دیا جو اللہ کے علم کے مطابق ہے۔ پچاس ہزار سال پہلے زمین اور آسمان کی تخلیق سے پہلے (ابو جہل کی تخلیق سے پہلے نہیں) زمین و آسمان کا کوئی وجود ہی نہیں تھا پچاس ہزار سال پہلے حکم دیا ہے "اُكْتُبْ"، قلم نے لکھ دیا ہے۔ کیا لکھوں؟ مقادیر الخلق لکھ دے، لکھ دے کہ ابو جہل کفر پر مرے گا (پھر اللہ نے چاہا ہے پھر اللہ نے پیدا کیا ہے)۔ ابو جہل کب پیدا ہوا علم سے پہلے پیدا ہوا کیا کافر؟ نہیں!

تو اللہ کے اُزلی علم میں کہ کفر پر مرنے والا ہے، رسول بھیجا اُن ہی کی قوم میں سے، کتاب نازل کی اس شخص کی زبان پر، ابوالحکم کہا جاتا تھا دانشور سمجھدار اپنی قوم کا اللہ کا پیغام سامنے آیا ابو جہل کے جب انکار کیا تو کیا کہا

گیا؟ابوالحکم سے ابو جہل۔ اس سے بڑا جاہل کون ہو گا؟! حجت قائم ہوئی، حجت قائم ہوئی اللہ تعالیٰ کی کفر پر اس کی موت ہوئی۔ کیا اللہ نے اسے مجبور کیا کہ تو نے کفر پر مرنا ہے؟ابو جہل نے کفر چاہا یا اسلام چاہا یا ایمان چاہا؟ کفر چاہا۔ اللہ نے کیا چاہا؟ کہ کفر چاہا ہے تو کفر پر مر جائے۔ کیا اللہ نے اسے مجبور کیا کہ تو نے کفر پر مرنا ہے اسے عقل نہیں دی سمجھ نہیں دی رسول نہیں بھیجا کتاب نازل نہیں کی کیا پیغام میں کچھ کمی تھی؟! آپ دیکھ لیں توحید اور شرک کی جو آیات قرآن مجید میں ہیں جس انداز سے بیان ہوئی ہیں واللہ بے مثال ہیں!

آپ کوئی سائنس دیکھ لیں دنیا کی کوئی فیلڈ دیکھ لیں اور اس سائنس اور اس علم کے بارے میں جو بھی انفارمیشنز(Informations) ہیں وہ ایک طرف رکھیں دنیا کی دانشور سارے مل کر بھی اس سائنس کو لکھ دیں اور قرآن مجید میں توحید اور شرک کے معاملے کو دیکھیں اور دونوں کو کمپیئر (Compare) کر کے دیکھیں واللہ کوئی کمپیرژن (Comparison) ہی نہیں ہے۔ اتنے دلائل ہیں اور مختلف طریقے سے اللہ نے بیان فرمائے ہیں کہ واللہ دانشور بھی پریشان ہو جاتے ہیں!

اس کے باوجود بھی ابوالحکم کو تو پھر سب سے پہلے ماننا چاہیے تھا کہ نہیں؟ حکمت والا تھا اور قوم میں معروف مشہور تھا لوگوں کے مسائل حل کرتا تھا لیکن جب اللہ کا پیغام آیا تو ایک طرف اپنی خواہش نفس خواہش پرستی، دوسری طرف حق تھا اور حق میں ہمیشہ نور ہوتا ہے لیکن نور اس کو نظر نہیں آیا کیونکہ خواہش نفس نے اسے اندھا کر دیا تھا اور اندھے کو کون سا نور نظر آتا ہے (نعوذ باللہ)! آنکھوں کے اندھے کو پھر بھی کچھ نہ کچھ پتہ چل جاتا ہے جس کا دل ہی اندھا ہو پھر کون سا نور اس کے دل کو کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے؟! (نعوذ باللہ من الخذلان)۔

بہر حال واپس آتے ہیں پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں، اور اسی تقدیر کے خیر میں سے بیماری کی بات کر رہے تھے ہم کہ انسان بیمار ہوتا ہے بیماری سے کیا ہوتا ہے؟ گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے۔ توبہ استغفار سے بعض

اوقات گناہ پوری نہیں جھڑتے کمی بیشی ہو جاتی ہے توبہ میں استغفار میں اس کا حق ادا نہیں ہوتا نیت میں کوئی اخلاص میں کوئی مسئلہ ہو جاتا ہے ان بیماریوں سے کفارہ ہو جاتا ہے ان گناہوں کا۔ دوسرا خیر اس میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو صحت کی نعمت ہے اس کی قدر انسان جاننا شروع کر دیتا ہے۔ جب انسان تندرست ہے تو اس کو پرواہ نہیں ہوتی کیونکہ وہ تندرست ہے لیکن جب بیمار ہوتا ہے تو صحت اسے یاد آجاتی ہے (سبحان اللہ) تو صحت کی قدر جانتا ہے اور اس کا پھر شکر ادا کرتا ہے، اور بڑی ایک پیاری کہاوت ہے "الصحة تاج على رؤوس الأصحاء ، لا يعرفها (أو لا يراه) إلا المرضى" (صحت جو ہے وہ صحت مند لوگوں کے سروں پر تاج ہے جو صرف مریضوں کو نظر آتا ہے)۔

ہر صحت مند کے سر پر تاج ہے (صحت کا تاج ہے) لیکن نظر کسے آتا ہے؟ مریضوں کو بے چارے جو اس خیر سے محروم ہیں! کبھی جا کر دیکھیں گردے جس کے خراب ہو چکے ہیں جو ڈائلیسز (Dialysis) پر ہے بے چارا اس کو دنیا میں کیا چاہیے؟ اس کی دنیا ایک گردہ چاہیے اس کی زندگی کے لیے بس جو اس کی زندگی کو ٹھیک کر دے۔ چار چار گھنٹے مشینوں کو ہاتھ لگاتے ہیں ہفتے میں تین دن (چار چار گھنٹے مسلسل!) وہ اگر ڈائلیسز (Dialysis) نہیں کرتے تو وہ کہیں کے نہیں ہیں بے چارے! کمزور پڑ گئے ہیں کھانے پینے کا مسئلہ ہے زندگی اجیرن ہو جاتی ہے! اب وہ ہر صحت مند کو دیکھتے ہیں کہ اُس کے سر کے پر تاج ہے۔ اور جس کو اللہ تعالیٰ نے دو گردے دیئے ہیں خیر وعافیت میں ہے اسے کوئی پرواہ نہیں ہوتی! تو اس اعتبار سے یہ بھی ایک خیر ہے۔

اور اسی طریقے سے (شیخ صاحب فرماتے ہیں) اس خیر میں سے یہ بھی خیر ہے کہ بعض بیماریاں جو ہیں وہ کچھ ایسے جراثیم ختم کر دیتی ہیں تو اس بیماری کے بغیر جو ہیں وہ بڑھتے جاتے ہیں جسم میں، تو بیماری لگی خود ہی

لیکن اس بیماری سے دوسری بیماری جو ہے (اس سے بڑی بیماری بھی) چلی جاتی ہے جب کہ انسان کو اس کی خبر تک نہیں ہوتی۔

تو بہر حال مختصر آآخر میں شیخ صاحب فرماتے ہیں:

1- کہ شَر تقدیر کے تعلق سے وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں نہیں ہے جو اللہ نے لکھی ہے بلکہ جو مفعول ہے جو انسان کو پہنچتا ہے جو انسان محسوس کرتا ہے جو مخلوق تک پہنچتا ہے اس میں شَر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف شَر کو منسوب نہیں کیا جاتا کسی صورت میں بھی، جیسا کہ حدیث میں ہے ''وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ'' شَر اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں ہے جیسے صحیح مسلم کی حدیث میں آیا ہے۔

2- دوسری بات یہ ہے کہ جو شَر ہے مخلوق میں بھی یہ شَر بھی محض شَر نہیں ہے سو فیصد اس شَر کے ساتھ بھی خیر جڑا ہوا ہے لیکن جو عام طور پر یہ نظر نہیں آتا یعنی شَر حقیقی نہیں ہے بلکہ شَر اضافی ہے لیکن اس کو اگر دیکھیں بہت سارے اعتبارات سے اس کے ساتھ خیر بھی جڑا ہوا ہے۔

اور تقدیر کے تعلق سے آگے ان شاء اللہ سے بھی بیان ہو گا، یہاں تک کافی ہے اگلے درس میں ان شاء اللہ اللہ تعالیٰ پر ایمان جو پہلا رکن ہے اس کے تعلق سے شیخ الاسلام رحمہ اللہ بات شروع کریں گے اور شروع میں بڑے پیارے قواعد ہیں میں اگلے درس سے ان شاء اللہ شروع کروں گا (واللہ أعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (09.العقیدۃ الواسطیۃ) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست نہیں کیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔